اِسلام میں یتیموں کے حقوق کا تجزیاتی مطالعہ

*توقیر اسلم راں

**حافظ حامد علی اعوان

Abstract

In this article an analytical study regarding the rights of the orphans and who exactly fall in this category has been carried out.

Apart from that the procedure, to be exercised in spending/protecting their emoluments and merits, demerits achieved during the process have been discussed. Holy Prophet (PBUH) have clearly informed us the punishments and rewards for scrupulously fulfilling these duties. There is no other religion who provides protection to such people as Islam, does.

یتیم: عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ ''ی،ت،م'' ہے۔اس کے لفظی معنی اکیلا اور منفرد ہونا ہے۔ یتیم اسم صفت ہے۔جس کا معنی تنہا رہ جانے والا ہے۔(۱)

اب جب کہ یتیم کا اسم تنہا رہ جانے والے کیلئے ہے۔تو یہ ہر اس فرد کو شامل ہوگا جس کا ماں یا باپ گزر گیا ہو۔خواہ وہ خود نابالغ ہو یا بالغ ۔تاہم اس کا اطلاق اس بچے پر ہوتا ہے۔جو نابالغ ہو اور اس کا باپ دنیا میں موجود نہ ہو۔

جو موتی سیپ میں تنہا ایک ہو اس کو در یتیم کہا جاتا ہے۔(2)

اصطلاحاً یتیم اس لڑکے یا لڑکی کو کہا جاتا ہے۔جن کا باپ بچپن میں ہی فوت ہو جائے۔جبکہ ماں کی ممتا سے محروم ہونے والے بچے کو ''عجی'' کہا جاتا ہے۔(3)

لغوی اعتبار سے ''العجی'' بغیر ماں کا بچہ جس کی پرورش غیر ماں کے دودھ سے ہوئی ہو۔(4)

یتیم وہ ہوتا ہے جو اپنے ماں باپ میں سے ایک سے تنہا رہ جائے۔چنانچہ باپ کے رہتے ہوئے ماں کی وفات کی وجہ سے وہ یتیم کہلا سکتا ہے۔اس کے برعکس صورت میں بھی وہ یتیم ہوتا ہے۔البتہ یتیم کا اطلاق زیادہ تر اس

*ریسرچ سکالر، اسلامک ریسرچ سنٹر، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

**ریسرچ ایسوسی ایٹ، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

صورت میں ہوتا ہے جب باپ نہ ہوخواہ ماں زندہ ہی کیوں نہ ہو۔باپ زندہ ہونے کی صورت میں ماں کی وفات کی وجہ سے بہت ہی کم یتیم کا اطلاق ہوتا ہے۔(5)

ٹیلے کوبھی یتیمہ کہتے ہیں۔اس لئے کہ وہ اپنے اردگرد کے ماحول میں تنہا ہوتا ہے۔(6)

جانوروں میں یتیم اس کو کہا جاتا ہے جس کی ماں مرگئی ہو(7)

شرعی طور پر یتیمی بلوغت کے بعد ختم ہوجاتی ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے **لا یتم بعد حلم** بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں رہتی(8)

بالغ افراد پر یتیم کا اطلاق مجازی معنی میں ہوتا ہے۔(9) حنفیہ کے نزدیک مردوں میں بالغ ہونے کی علامت احتلام،مادہ تولید کا خارج ہونا اورعورتوں میں حیض کا آنا یا حمل ہوجانا ہے۔اگر ان علامات سے کوئی علامت نہ ہوتو مردوعورت کا بالغ ہونا ان کی عمر سے معلوم ہوگا(10)

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ عمر کے اعتبار سے لڑکا جب پورے 12 سال کا ہوجائے اورلڑکی 17 سال کی ہوجائے تو تب وہ بالغ متصور ہوگی(11)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:لڑکا ہو یا لڑکی ان کا بالغ ہونا تین باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

☆ مادہ تولید کا خارج ہونا(جاگتے میں ہو یا خواب میں)اور یہ کیفیت احتلام سے ہو یا مباشرت سے ظاہر ہوگی۔

☆ موئے زیرناف کا اگنا۔

☆ 15 سال کی عمر کو پہنچنا(12)

☆ یہ حد اس صورت میں ہے جب کہ بلوغ کی دوسری علامات نہ پائی جائیں۔احتلام یا حیض کی صورت میں عمر کا اعتبار نہیں رہے گا۔

یتیم کے مال کے متعلق بلوغت کے ساتھ''رشد''سمجھ کا بھی تعلق ہے۔

''فان انستم منهم رشدا فادفعواالیهم اموالهم''(13)

ترجمہ: پھر اگر تم ان میں سمجھ بوجھ دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کردو۔

اس سمجھ یا رشد(صاحب صلاحیت)میں عمر کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وقت مقرر ہے یہ اختلاف اس وقت سامنے آتا ہے جب بالغ ہونے کے باوجود یتیم میں سمجھ کا فقدان ہوا امام ابوحنیفہ سات برس بلوغ کے بعد مزید انتظار کرنے کے

قائل ہیں یعنی ۲۵ برس کی عمر تک اس کا مال اس کے سپرد کر دینا چاہیے جبکہ صاحبین ،امام شافعی کے نزدیک برسوں کی بجائے قاضی سے رجوع کیا جائے گا۔وہ جب مناسب سمجھے گا تو مال اس کے سپرد کیا جائے گا۔(14)

اسلام صرف عبادات کا مجموعہ نہیں ہے اس میں عبادات سے زیادہ زور معاملات پر دیا گیا ہے۔۲۵ فیصد مسائل کا تعلق عبادات سے اور ۷۵ فیصد کا تعلق معاملات سے ہے۔اسکی تائید اس سے ہوتی ہے کہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''ھدایہ'' کی چار جلدوں میں سے پہلی عبادات اور باقی تین معاملات کی ہیں۔ دین اسلام نے معاشرے کے پسے ہوئے طبقات کو خصوصی طور پر اہمیت دی ہے۔ان کی محرومیاں ختم کر کے ان کو معاشرہ کے بہترین افراد بنانے کی کوشش کی ہے۔ ان محروم القسمت طبقوں میں ایک طبقہ یتیموں کا بھی ہے جن کے حالات کی درستگی کے لیے اسلام اور پیغمبر اسلام نے خصوصی کاوشیں کی ہیں۔حضور ﷺ خود بھی یتیم بلکہ دریتیم تھے۔ جس کو قرآن نے:

''**الم یجدک یتیما فاوی**'' کہا ہے۔(15)

ترجمہ: کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا تھا پھر جگہ دی۔

آپ یتیم کے دکھے ہوئے دل کی کیفیت کو بڑی اچھی طرح سمجھنے والے تھے یتیم کو اپنے رشتہ داروں یا معاشرہ کی طرف سے جس بدسلوکی اور جور وستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے وہ عموما دو طرح کا ہوتا ہے۔

۱۔والد کی وراثت سے محروم کیا جانا۔

۲۔سلوک میں بے مروتی اور بے اعتنائی۔

اسلام نے اپنی تعلیمات میں ان دونوں کا سدباب کیا ہے۔جس پر قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ بڑی وضاحت سے دلالت کرتی ہیں۔

قرآن حکیم کی روشنی میں یتیموں کے حقوق۔

قرآن حکیم کی مختلف آیات میں یتیم کے متعلق جو احکامات ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

اوّل۔ ''**ویسئلونک عن الیتمی قل اصلاح لھم خیر وان تخالطو ھم فاخوانکم واللہ یعلم المفسدمن المصلح ولو شاء اللہ لا عنتکم ان اللہ عزیز حکیم**''(16)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ تم سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں ان سے کہو جس بات میں ان یتیموں کی اصلاح اور بہتری ہے وہ تمھارے لئے بھی بہتر ہے اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو وہ تمھارے بھائی ہیں اور اللہ جانتا

ہے کہ کون مفسد ہے اور کون مصلح اور اگر اللہ چاہتا تو تمھیں سخت مشکل میں ڈالتا وہ اختیار والا اور حکمت والا ہے"۔

اس آیت میں یتیموں کے وہ تمام حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ جو معاشرے پر عائد ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے یہ ارشاد فرمایا:

جو ان کی جان اور ان کے مال ان کے اخلاق ان کی تعلیم وغیرہ تمام امور میں ان کے لئے بہتر ہو۔ ولی جس طرح اپنی اولاد کے متعلق فیصلہ کرتے ہوئے ہمیشہ ان کی بہتری اور بھلائی مدنظر رکھتا ہے۔ اور اس پر توجہ اور محنت سے عمل کرتا ہے وہی حق یتیموں کا بھی ہے۔ اس کے بعد اس طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ حسن سلوک صرف انہی کے لئے بہتری اور اصلاح کا موجب ہے بلکہ یہ معاشرے کے لئے بھی باعث خیر و برکت ہوگا۔

کیونکہ یہی یتیم بڑے ہو کر قوم کے افراد بنیں گے۔ اگر کم سنی میں ان کی تعلیم و تربیت کی کما حقہ نگہداشت نہ کی گئی تو کل یہ معاشرے اور قوم کے لئے ایک بوجھ بن جائیں گے۔ اگر ولی کی غفلت سے ان کے اموال واملاک ضائع ہو گئے تو لازماً بڑے ہو کر مفلسی کا شکار ہوں گے اور معاشرتی خرابی کا باعث بنیں گے۔ کیونکہ اپنے حق سے محرومی کے بعد اکثر ایسے لوگ معاشرے سے انتقام لینے کے لئے فساد و خرابی ہی کا سوچتے ہیں۔ یتیموں کی مالی کفالت میں احتیاط اور نگرانی پر زور دیا گیا تا کہ ان کی املاک ضائع نہ ہوں۔

دوم:۔ "و لا تو توا السفهاء اموالكم التى جعل الله لكم قيما و ارز قو هم فيها واكسو هم وقو لوا لهم قولا معروفاً"(17)

ترجمہ: "تم اپنے مال کو نادان اور کم عمر لوگوں کے حوالے نہ کرو (کیونکہ) تمھارا مال و دولت اللہ تعالی نے تمھارے لئے معیشت اور زیست کا سامان بنایا ہے ہاں انہیں (کم سنی کے زمانے میں) ان کے مال میں سے کھانے کو دو پہننے کو دو اور انہیں نیک اور عمدہ تعلیم دو۔

یہاں ایک نقطہ قابل ذِکر ہے اور وہ یہ ہے کہ امو الھم کی بجائے امو الکم فرمایا ہے۔ اس میں ایک طرف اشارہ ہے کہ یتیموں کے مالوں کو خرد برد کرنے اور اپنے اوپر خرچ کرنے کے بارے میں تو ان کے مال کو اپنا مال نہ سمجھو۔ لیکن حفاظت سے رکھنے کے بارے میں ایسا سمجھو جیسے وہ تمھارا اپنا ہی مال ہے۔ جیسے آدمی اپنے مال کی حفاظت کے لئے جان کھپاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات جان دے بھی دیتا ہے۔ تو یتیموں کے مال کی حفاظت بھی بالکل اپنے مال کی طرح ہی کرو۔ اس میں یہ بھی ایک اشارہ ہے کہ یتیم کو اگر مال ہبہ کرنا ہے تو اس ہبہ کی حفاظت بھی کرنی ہے۔ اور مال رشد کے واضح ہونے پر ہی اس کے سپرد کرنا ہے۔ پھر مال کو قیاماً سے تعبیر کیا ہے۔ اس میں یہ بتایا ہے کہ

مال کے ذریعہ انسان کی زندگی اچھی طرح گزرتی ہے۔اور مال انسانی زندگی کے صحیح طریقے پر قائم رہنے اور انسانوں کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔اللہ حلال طریقہ سے جو مال دے اس کو فضول خرچی میں اڑانا شریعت میں منع ہے۔حضرت مغیرہ کی روایت میں چند چیزوں سے حضورﷺ نے جو منع فرمایا ہے۔اس میں ایک اضاعت المال (مال کا ضیاع) بھی شامل ہے۔(18)

سوم:۔ ''وابتلوا الیتمی حتی اذابلغوا النکاح فان انٰستم منھم رشدافادفعوا الیھم اموالھم ولا تاکلو ھا اسرافاوبدارا ان یکبروا'' ۔(19)

ترجمہ: اور یتیموں کا امتحان لیتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں ۔پھر اگر تم ان میں ہر طرح کی صلاحیت پاؤ تو ان کے اموال ان کے حوالے کردو (اس خوف سے) ان کے اموال کو فضول خرچی سے جلد ضائع نہ کر دو کہ وہ بڑے (ہونے پر طلب کرنے کے قابل) ہو جائیں گے۔

اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ یتیموں کو دنیاوی معاملات میں آزماتے رہا کرو۔کہ ان کو بازار بھیج کر کوئی چھوٹی موٹی چیزیں خریدنے کا کہو۔اور اس سے اندازہ کرو کہ وہ سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہیں یا سادہ لوحی کا۔ اگر وہ دنیاداری کے معاملات میں ذی فہم ہیں تو بالغ ہونے پر فوراً ان کے اموال اُن کے حوالہ کردو۔پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ اس خوف سے کہ یتیم بالغ ہوکر اپنا مال ولی سے طلب کرے گا۔لہٰذہ ولی جلدی جلدی اس کو خرچ کر کے ختم نہ کرے کہ اللہ دلوں کے حال جاننے والی ذات ہے۔اس کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔حکم یہ ہے کہ ولی اگر صاحب حیثیت ہے تو وہ یتیم کے مال سے پرہیز کرے۔اور اگر فقیر ہے تو ضرورت کے مطابق اس کے امور کی انجام دہی میں جو وقت صرف کرتا ہے۔اس کے مال سے کچھ لے سکتا ہے۔اس بارے میں صاحب روح المعانی نے تین قول لکھے ہیں۔

قول اوّل: پہلے ضرورت مندوں کو یتیم کے مال سے کھانے کی اجازت تھی۔پھر یہ ان الذین یا کلون اموال الیتامی سے یہ منسوخ ہوگئی۔یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔

قول ثانی: یتیم کا والی جو تنگ دست ہو وہ بطور قرض بقدر ضرورت اس کے مال سے کھا سکتا ہے۔جب مال آجائے تو اس کا قرض ادا کرے۔یہ حضرت سعید بن جبیر اور حضرت مجاہد کا قول ہے۔

قول ثالث :۔یتیم کا ولی جو ضرورت مند ہے۔وہ بطور اجرت اس کے مال و جائیداد کی مشغولیت کی وجہ سے کھا سکتا ہے بطریق معروف ۔(20)

چہارم:۔ ''**ان الذین یا کلون اموال الیتمیٰ ظلماً انمایا کلون فی بطونھم ناراً وسیصلون سعیراً**(21)

ترجمہ:۔ جولوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاجاتے ہیں وہ گویا (یہاں بھی) اپنے پیٹوں میں انگارے بھر رہے ہیں۔ اور آخرت میں تو وہ دوزخ کی آگ میں جھونکے جائیں گے۔ یہ بڑا واضح حکم ہے کہ یتیموں کا مال کھانے والے یہ نہ سمجھیں کہ دنیا میں بھی کھایا پیا برابر ہوجائے گا۔ بلکہ قیامت میں اس بارے میں بڑی سخت باز پرس ہوگی۔اس دنیا میں تو ضعیف وکمزور بچے تم سے جھگڑ نہیں سکتے۔لیکن بارگاہ خداوندی میں جب پیشی ہوگی تو معاملہ بڑا ہولناک ہوگا۔ خداوند تعالیٰ یتیموں کا مال کھانے والوں کو قیامت میں آگ کھلائے گا۔اور ایسا شخص قیامت کے دن قبر سے اس طرح اٹھے گا کہ اس کے منہ اور کانوں اور آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہونگے۔(22)

یہ آیت ایسے تمام لوگوں کیلئے عبرت کا باعث ہے جو یتیموں کی وراثت تقسیم نہیں کرتے۔یا جو یتیموں کے لئے چندہ کرکے اپنی عیاشیاں کرتے ہیں۔اور ان بے سہارا بچوں کا صحیح خیال نہیں کرتے۔ بدقسمتی سے آج ہمارے معاشرہ میں تقسیم وراثت کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔

پنجم:۔ ''**یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللو الدین والا قربین و الیتمیٰ والمسکین وابن السبیل وما تفعلو ا من خیر فان اللہ بہ علیم**''o (23)

ترجمہ: آپ سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں فرمادیں جس قدر بھی مال خرچ کرو (درست ہے) مگر اس کے حقدار تمھارے ماں، باپ اور قریبی رشتہ دار ہیں اور یتیم ہیں اور محتاج ہیں اور مسافر ہیں اور جو نیکی بھی تم کرتے ہو بے شک اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

حضرت عمرو بن جموح نے حضورﷺ سے سوال کیا کہ کتنا مال خرچ کریں؟ اور کہاں خرچ کریں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جتنا بھی مال خرچ کرسکتے ہو خرچ کرو مگر مصارف ہیں جو بیان کردیئے ہیں۔(24)

ششم:۔ ''**واتوا الیتمی اموالھم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تاکلوا اموالھم الی اموالکم انہ کان حوباً کبیرا**''o (25)

ترجمہ: اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور بری چیز کو عمدہ چیز سے نہ ملایا کرو اور نہ ان کے مال اپنے مالوں میں ملاکر کھایا کرو یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اسباب نزول کے حوالہ سے یہ منقول ہے کہ یہ آیت بنی غطفان کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی

کہ اس کی پرورش میں یتیم بھتیجا تھا۔ بالغ ہونے پر جب اس نے مال طلب کیا تو چچا نے انکار کردیا۔ دونوں حضورﷺ کی خدمت میں آئے معاملہ پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اس پر اس شخص نے مال یتیم کے سپرد کردیا۔(26)

ہفتم:۔ ''ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریة ضعفاً خافوا علیھم فلیتقوا الله ولیقو لوا قولا سدیداo ان الذین یاکلون اموال الیتٰمیٰ ظلماً انمایاکلون فی بطونھم ناراً وسیصلون سعیرا''o(27)

ترجمہ: اور یتیموں سے معاملہ کرنے والے لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے پیچھے ناتواں بچے چھوڑ جاتے تو مرتے وقت ان بچوں کے حال پر (کتنے) خوفزدہ (اور فکر مند) ہوتے سوانہیں یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے اور ان سے سیدھی بات کرنی چاہیے۔ بے شک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور وہ جلد ہی دہکتی آگ میں جا گریں گے۔

ہشتم:۔ ''واعلموا انما غنمتم من شیئً فان لله خمسه وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسکین وابن السبیل''o(28)

ترجمہ: اور جان لو کہ جو کچھ مال غنیمت تم نے پایا ہو تو اس کا پانچوں حصہ اللہ کے لئے اور رسول کے لئے اور رسول کے قربت داروں کے لئے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کیلئے ہے۔

نہم:۔ ''ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشده''o(29)

ترجمہ: اور تم یتیم کے مال کے بھی قریب تک نہ جانا مگر ایسے طریقے سے جو یتیم کے لئے بہتر ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔

اس آیت میں بدنیتی سے یتیم کے مال کے استعمال پر بڑے بلیغ انداز سے پابندی لگائی جارہی ہے۔ البتہ بقدر ضرورت بطریق معروف استعمال کی اجازت ہے۔

دہم:۔ ویطعمون الطعام علی حبه مسکیناً ویتیماً واسیراo(30)

ترجمہ: اور یہ وہ لوگ ہیں جو مسکین، یتیم اور قیدی کو اس (اللہ کی) محبت میں کھانا کھلاتے ہیں۔

یازدہم:۔ ''ماافاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتمٰی والمسکین وابن السبیل''o(31)

ترجمہ: جو مال (بغیر جنگ کے) اللہ نے اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے کافر لوگوں سے دلوایا تو وہ اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے اور یہ مال نبی کریمؐ اور آپؐ کے عزیزوں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے۔

دوازدہم:۔ ''کلا بل لا تکرمون یتیم ولا تحضون علیٰ طعام المسکین o وتاکلون التراث اکلالما''o (32)

ترجمہ: یہ بات نہیں بلکہ تم یتیموں کی قدردانی نہیں کرتے اور نہ ہی تم مسکینوں، غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانے کی (معاشرے میں) ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو۔ اور وراثت کا سارا مال سمیٹ کر خود ہی کھا جاتے ہو۔

سیزدہم:۔ ''او اطعٰم فی یوم ذی مسغبۃً o یتیماً ذا مقربۃ o او مسکیناً ذامتربۃً ''o(33)

ترجمہ: یا بھوک والے دن کھانا کھلانا ہے۔ قربت دار یتیم کو یا شدید غربت کے مارے ہوئے محتاج کو جو محض خاک نشین اور بے گھر ہے۔

چہاردہم:۔ ''فاما الیتیم فلا تقھر''o(34)

ترجمہ: تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا۔

پنج دہم:۔ ''فذٰلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علیٰ طعام المسکین''o (35)

یہی وہ (بدبخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور یہ شخص یتیم کے کھانے کی ترغیب نہیں دیتا۔

سورۃ ماعون میں یتیم کے ساتھ برا سلوک کرنے اور اس کو کھلانے کی ترغیب نہ دینے والے کو منکر قیامت کہا جا رہا ہے۔ یعنی یہ انتہاء کنجوسی ہے کہ خود کھلانا تو کجا غیروں کو اس کی ترغیب بھی نہیں دیتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عام طور پر جو دلوں کی سختی ہے۔ اس کی وجہ قیامت کی حاضری کا استحضار نہ ہونا ہے۔ یعنی اگر کچھ یتیم پر خرچ کرتے ہیں تو صرف دنیاوی شہرت مقصود ہوتی ہے۔ اور یہ مسلمان کے شایان شان نہیں ہے۔

قرآن حکیم کے ان بیّن احکامات کے بعد رسول اکرمﷺ کے چند ارشادات سپرد قلم کیے جاتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ معاشرے کے اس محروم طبقے کے لیے رحمت دو عالمﷺ نے کیا تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں۔

ارشادات نبوی کی روشنی میں یتیموں کے حقوق۔

حضور ﷺ یتیم کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آتے اور اپنے گھر کے افراد پر یتیموں کو ترجیح دیتے۔ باندیوں کی تقسیم میں حضور ﷺ نے اپنی چہیتی بیٹی خاتون جنت سیدہ فاطمہؓ کو محروم رکھ کے بدر کے یتیموں کے گھروں میں باندیاں بھجوائی ہیں۔(36)

یہ عمل یتیموں کی آباد کاری کے لئے ایسا ہے کہ جس کی مثال دنیا میں نہیں پیش کی جاسکتی۔

(1) حضور ﷺ یتیم کی پرورش کرنے والے کی فضیلت کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

" انا و کافل الیتیم لہ او لغیرہ فی الجنۃ ھکذا و ا شار با لسبابۃ والو سطیٰ وفرج بینھما شیئا"o (37)

وہ آدمی جو اپنے رشتہ دار یا غیر رشتہ دار یتیم کی کفالت کرے میں اور وہ جنت میں یوں ساتھ ساتھ ہوں گے۔آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کر کے وضاحت فرمائی اور ان کے درمیان تھوڑی کشادگی رکھی۔

(2) حضور ﷺ نے عمرو بن حزم کو اپنا خط دے کر اہل یمن کی طرف بھیجا۔جس میں کبیرہ گناہوں کی فہرست دی گئی ہے۔اس حدیث کے آخر میں آٹھواں کبیرہ گناہ جو لکھا ہے وہ ہے۔

"واکل مال الیتیم"(38)

ترجمہ: اور یتیم کا مال کھانا کبیرہ گناہ ہے۔

(3) وہ گھر جس میں یتیم کو عزت وتکریم کے ساتھ رکھا جائے اس کو اللہ سب گھروں سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ارشاد نبویؐ ہے۔

"ان احب البیوت الی اللہ بیت فیہ یتیم مکرم"(39)

ترجمہ: جس گھر میں یتیم عزت سے رکھا جائے وہ گھر اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

گویا آنحضور ﷺ نے اُن گھروں کو جن میں یتیم پر ظلم نہ ہو پسندیدہ گھروں میں شمار کیا ہے۔

(4) آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

"شَرَّ بیت فی المسلمین بیت فیہ یتیم یسأالیہ"(40)

ترجمہ: مسلمانوں کے گھروں میں وہ گھر بدترین ہے۔جس میں یتیم کے ساتھ بُرا سلوک روا رکھا جاتا ہو۔

یہ دونوں احادیث معاشرہ کے ان افراد کے لئے باعث عبرت ہیں۔کہ جن افراد کے ہاں کوئی یتیم ہو اور وہ اس کے ساتھ سلوک کر کے اپنے گھروں کو بہترین یا بدترین گھر بنا رہے ہیں۔

(5) وہ خاتون جو یتیم بچے کی پرورش کی وجہ سے دوسری شادی سے رکی رہے اس کے درجے کو حضرت ابو ہریرہؓ کی اس روایت میں دیکھیئے جس میں مسند ابو یعلی میں نقل کیا گیا ہے۔

" انا اول من یفتح باب الجنة الا انی اریٰ امرات بادر نی فا قول لھامالک ومن انت فتقول انا امراقعدت علیٰ ایتام لی"(41)

میں پہلا آدمی ہوں جو جنت کا دروازہ کھولوں گا۔ اور وہاں ایک عورت کو جنت میں موجود پاؤں گا اور اس سے سوال کروں گا کہ تو کون ہے اور یہ رتبہ تجھے کیسے ملا ہے۔ وہ کہے گی کہ میں وہ عورت ہوں جو اپنے یتیم بچوں پر بیٹھی رہی (دوسرا نکاح نہ کیا)۔

شریعت میں بیوہ کو نکاح کرنے اور عزت اور وقار سے زندہ رہنے کا حق ہے۔ اور شریعت نے اس کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ مگر یہ حدیث اس خاتون کی قربانی پر اجر کو واضح کر رہی ہے۔ جو اس نے اپنے یتیم بچوں کی پرورش کی وجہ سے دوسرے نکاح سے رک کر دی ہے۔

(6) حضورﷺ نے یتیم کے ساتھ شفقت کا رویہ رکھنے والوں کی فضیلت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

"من مسح علی راس یتیم لم یمسحه الا لله کان له فی کل شعره مرت علیها یده حسنات "(42)

جس نے صرف اللہ کی رضا کیلئے یتیم کے سر پر محبت اور شفقت سے پیار کیا تو اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اُس کو اتنی ہی نیکیاں ملیں گی۔

(7) ایک آدمی نے دل کی سختی کی شکایت حضورﷺ سے کی تو جواب میں آپﷺ نے ارشاد فرمایا:

''امسح علی راس الیتیم واطعم المسکین''(43)

ترجمہ: یتیم کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھو اور مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

(8) یتیم کے ساتھ شفقت کرنے والے کو اللہ کے رسولﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اُس کو قیامت میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ ارشاد نبویﷺ ہے۔

''والذی بعثنی بالحق لا یعذب الله یوم القیامة من رحم الیتیم ولان له فی الکلام ''(44)

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ اللہ اس شخص کو قیامت میں عذاب نہیں دے گا۔ جس نے یتیم کے ساتھ شفقت کا معاملہ کیا اور اس کے ساتھ نرم لہجہ میں بات کی۔

(9) حضورﷺ نے فرمایا: یتیم کے رونے سے بچو کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

''ایاکم و بکاء الیتیم فانه یسری فی الیل والناس نیام ''(45)

ترجمہ: یتیم کی آہ و بکا سے بچو کہ رات کے وقت لوگ سوتے ہیں۔ اور اس کی آہ و فغان (آسمانوں کی طرف) چڑھ رہی ہوتی ہے۔

(10) اسحاق بن راھویہ نے اپنی تفسیر میں درج ذیل سند کے ساتھ ایک روایت نقل کی ہے۔ جس کو امام منذری نے ''الترغیب و الترھیب'' میں لکھا ہے۔

حدثنا زافر بن سلیمان عن یحییٰ بن عبدالملک. عن انسؓ رفعه الی النبیﷺ ان رجلا قال یعقوبؑ ما الذی اذھب بصرک وحنی ظھرک؟ قال اما الذی اذھب بصری فالبکاء علی یوسف واما الذی حنی ظھری فالحزن علی اخیه بنیامین، فاتاه جبریلؑ فقال ، اتشکوا الله عزوجل؟ قال انما اشکوابثی وحزنی الی الله قال جبریلؑ الله اعلم بما قلت منک ،قال ثم انطلق جبریلؑ ودخل یعقوبؑ بیته، فقال ای رب اما ترحم الشیخ الکبیر؟ اذھبت بصری وحنیت ظھری فارددعلی ریحانتی فاشمھما شمة واحدة ثم اصنع بی بعد ماشئت فاتاه جبریلؑ فقال یا یعقوبؑ ان الله عزوجل یقرئک السلام ویقول ،ابشر فانھما لو کانا میتین لنشرتھما لک لاقر بھما عینک ، ویقول لک یا یعقوبؑ اتدری لم اذھبت بصرک وحنیت ظھرک ولم فعل اخوة یوسفؑ بیوسفؑ مافعلوه قال لا قال انه اتاک یتیم مسکین وھو صائم جائع ، وذبحت انت واھلک شاة فاکلتموھا ولم تطعموه ویقول انی لم احب شیئا من خلقی حبی الیتامیٰ والمساکین ،فاصنع طعاماً وادع المساکین قال انس قال رسولﷺ فکان یعقوبؑ کلما امسیٰ فنادیٰ منادیه من کان صائما فلیحضر طعام یعقوبؑ واذا اصبح نادی منادیه من کان مفطراً فلیفطر طعام یعقوبؑ ο(46)

ترجمہ: حضرت انسؓ اس بات کو حضورﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک آدمی نے حضرت یعقوبؑ سے پوچھا کہ آپ کی بینائی کیوں چلی گئی اور آپ کی کمر کیوں خمیدہ ہوگئی؟ حضرت یعقوب نے جواب میں فرمایا کہ یوسف کے غم میں رونے کی وجہ سے آنکھیں بے نور ہوگئیں۔ اور اس کے بھائی بنیامین کی جدائی کے غم کی شدت نے میری کمر جھکا دی۔ پس جبریلؑ حضرت یعقوب کے پاس آئے اور کہا کہ آپ اللہ عزوجل کا شکوہ کر رہے ہیں؟

حضرت یعقوبؑ نے جواب دیا۔

”انما اشکو بثی وحزنی الی الله“(47)

بے شک کہ میں تو اپنی پریشانی اور غم کا اظہار اللہ ہی کے سامنے کرتا ہوں۔

جبریلؑ نے کہا اللہ خوب جانتے ہیں جو میں نے آپ سے کہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر جبریل چلے گئے اور یعقوبؑ اپنے گھر داخل ہوئے اور وہ کہہ رہے تھے اے اللہ کیا آپ بڑی عمر کے بوڑھے پر رحم نہیں فرمائیں گے کہ آپ نے میری آنکھیں بے نور کر دیں اور میری کمر کو خمیدہ کر دیا۔ پس میری خوشبوئیں واپس فرمادیں کہ میں دونوں کو ایک بار سونگھ لوں (یعنی بچوں کو ایک بار دیکھ لوں) پھر اس کے بعد میرے ساتھ جیسا معاملہ کرنا چاہیں کر لینا۔ پس ان کے پاس جبریلؑ آئے اور کہنے لگے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو سلام فرمایا ہے۔ مزید یہ ارشاد فرمایا ہے تو خوش ہو جا اگر وہ دونوں فوت بھی ہو گئے ہیں تو میں تیری آنکھیں ٹھنڈی کرنے کیلئے ان دونوں کو زندہ کروں گا۔

اے یعقوبؑ اللہ پوچھتے ہیں کہ تو جانتا ہے کہ تیری آنکھیں بے نور کیوں ہوئیں اور تیری کمر خمیدہ کیوں ہوئی اور بھائیوں نے یوسفؑ کے ساتھ جو برا سلوک کیا اس کی وجہ کیا تھی؟ یعقوبؑ نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ جبریلؑ نے کہ کہ آپ کے پاس ایک غریب یتیم آیا تھا۔ وہ روزہ دار بھوکا تھا۔ آپ کے گھر اس دن بکری ذبح ہوئی آپ سب گھر والوں نے کھائی مگر اس کو آپؑ نے نہیں کھلائی اور اللہ کہتے ہیں اپنی تمام مخلوق میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب یتیم مسکین کے ساتھ محبت کرنا لگتا ہے پس کھانا بناؤ اور مسکینوں کو کھانے کے لئے بلاؤ۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد یعقوبؑ کا معمول یہ تھا کہ صبح و شام ان کے ہاں سے یہ آوازہ لگتا تھا۔ کہ جو روزہ دار ہے وہ یعقوبؑ کے کھانے پر آجائے۔ اور جب شام ہوتی تو آوازہ لگتا کہ جس نے روزہ نہیں رکھا وہ یعقوبؑ کے گھر پر آئے اور یعقوبؑ کے گھر پر کھانا کھائے۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الہیٰ میں سوال کیا کہ اے میرے پروردگار عالم تو بچے کے والدین کو وفات دے دیتا ہے جبکہ بچے کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا اور بے چارے کو یوں ہی بے یارومددگار چھوڑ دیتا ہے۔ تیری یہ بے نیازی عقل وقیاس سے بالاتر ہے۔ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اے موسیٰ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں خود اس کا کفیل ہوں اس طرح یتیم کا کفیل خود خالق کائنات ہوا کیوں اسی نے اس کے دنیاوی اسباب کو منقطع کیا ہے۔ تو اب جو آدمی یتیم کی کفالت کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔ تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفالت کا یہ کام کر رہا ہے۔ نہ اپنی طرف سے جیسا کہ انبیاء علیہ السلام کی طرف سے کام کرتے ہیں یعنی اس کی مخلوق تک اس کا پیغام ہدایت پہنچاتے ہیں۔ اور جو آدمی یتیم کی کفالت کرتا ہے۔ تو وہ اللہ کی

طرف سے اس کام کو سرانجام دیتا ہے۔

جس کی ذمہ داری خود اللہ کریم پر تھی۔ تو اس اعتبار سے وہ بھی اس درجے میں آ گیا جس میں انبیاء علیہ السلام ہیں۔ اور ان کے قریب ہو گیا۔ پھر ظاہر ہے جنت میں کوئی ایسا مقام نہیں جو اس مقام سے زیادہ پر امن، پرانوار، پاکیزہ ترین اور پر مسرت ہو جس میں انبیاء علیہ السلام ہوں گے۔ جب یتیم کے کفیل کو مقام انبیاء کا قرب مل گیا تو معلوم ہوا کہ یتیم کی کفالت سے بڑی سعادت کون سی ہو سکتی ہے۔(48)

کسی یتیم کی کفالت کتنی بڑی چیز اور کتنی بڑی سعادت ہے صاحب ثروت لوگ جہاں اپنے بچوں پر لاکھوں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ وہاں اگر کسی ایک یتیم بچے کی بھی صحیح تعلیم و تربیت کر کے اسے اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیں تو جنت میں ان کے لئے معیت نبویؐ کی کتنی بڑی خوشخبری ہے۔

تاریخ اسلام میں یتیم کے ساتھ برے سلوک پر ایک بڑا عجیب واقعہ ملتا ہے۔

ابو جہل ایک یتیم کا وصی تھا۔ وہ بچہ ایک روز اس حالت میں اُس کے پاس آیا کہ اس کے بدن پر کپڑے تک نہ تھے۔ اور اس نے التجا کی کہ اس کے باپ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے وہ اسے کچھ دیدے۔ مگر اس ظالم نے اس کی طرف توجہ تک نہ کی اور وہ کھڑے کھڑے آخر کار مایوس ہو کر پلٹ گیا۔

قریش کے سرداروں نے از راہِ شرارت اس سے کہا کہ محمد ﷺ کے پاس جا کر شکایت کر، وہ ابو جہل سے سفارش کر کے تجھے تیرا مال دلوا دیں گے۔ بچہ بے چارہ ناواقف تھا کہ ابو جہل کا حضور ﷺ سے کیا تعلق ہے۔ اور یہ بد بخت اُسے کس غرض کے لئے یہ مشورہ دے رہے ہیں۔ وہ سیدھا حضور ﷺ کے پاس پہنچا اور اپنا حال آپ سے بیان کیا۔ آپ اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور اسے ساتھ لے کر اپنے بدترین دشمن ابو جہل کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ کو دیکھ کر اس نے آپ کا استقبال کیا اور جب آپ نے فرمایا کہ اس بچے کا حق اسے دے دو، تو وہ فوراً مان گیا اور اس کا مال لا کر اسے دے دیا۔

قریش کے سردار تاک میں لگے ہوئے تھے کہ دیکھیں، ان دونوں کے درمیان کیا معاملہ پیش آتا ہے۔ وہ کسی مزے دار جھڑپ کی امید کر رہے تھے۔ مگر انہوں نے یہ معاملہ دیکھا تو حیران ہو کر ابو جہل کے پاس آئے اور اسے طعنہ دیا کہ تم بھی اپنا دین چھوڑ گئے۔ اس نے کہا خدا کی قسم، میں نے اپنا دین نہیں چھوڑا۔ مگر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ محمد ﷺ کے دائیں اور بائیں ایک ایک حربہ ہے جو میرے اندر گھس جائے گا۔ اگر میں نے ذرا بھی ان کی مرضی کے خلاف حرکت کی۔(49)

بشیر بن عقربہ جہنیؓ کا بیان ہے کہ احد کے دن میری حضورﷺ سے ملاقات ہوئی (یہ صحابی نابالغ بچہ تھا) تو میں نے پوچھا میرے والد کہاں ہیں حضورﷺ نے فرمایا وہ تو شہید ہوگئے ہیں۔ میں یہ سن کر رونے لگا۔ حضورﷺ نے مجھے پکڑ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے اپنے ساتھ اپنی سواری پر سوار کرلیا۔اور فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ بن جاؤں۔اور عائشہؓ تمہاری ماں (50)

سبحان اللہ آقاﷺ نے اپنی امت کو کسی طرح یتیم کے ساتھ حسن سلوک کا عملی نمونہ دیا ہے۔

جنگ موتہ میں جب حضورﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیارؓ شہید ہوگئے۔تو حضورﷺ ان کے گھر تشریف لائے۔جعفرؓ کے تینوں بچوں عونؓ، محمدؓ اور عبداللہؓ کو اپنے پاس بلایا اور اپنے سینے سے چمٹا کر خوب پیار کیا۔ بچوں سے والہانہ پیار کرتے ہوئے۔آپﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔یہ دیکھ کر جعفرؓ کی بیوی نے پوچھا اے اللہ کے رسولﷺ جعفرؓ کیسے ہیں؟ آپﷺ نے فرمایا وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے ہیں۔یہ سن کر وہ زاروقطار رونے لگیں۔حضورﷺ ان سب کو اپنے گھر لے آئے۔اور فرمایا جعفرؓ کے گھر والوں کے لئے کھانا پکاؤ۔آج یہ بہت غمزدہ ہیں۔حضرت جعفرؓ کے چھوٹے بیٹے عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ہم تین دن تک کونین کے سردار کے گھر مقیم رہے۔اور آپﷺ ہمیں اپنے گھر میں انتہائی شفقت کے ساتھ اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرتے۔(51)

فقہا کے نزدیک یتیم کے مال پر زکوۃ کے وجوب پر اختلاف ہے۔احناف اس کے قائل ہیں کہ یتیم کے مال پر زکوۃ نہیں ہے۔یعنی وہ مال جو اس میں وراثت میں ملا ہے یا کسی نے اس کو دیا ہے تو اس پر زکوۃ نہیں ہے۔

دیگر آئمہ کے نزدیک اس مال پر زکوۃ ہے۔احناف کے نزدیک زکوۃ مالی عبادت ہے۔جس کے لئے عقل اور بلوغ بنیادی شرائط ہیں۔اس لئے یتیم کے مال پر زکوٰۃ غیر واجب ہے۔(52)

خلاصہ

قرآن وسنت کی یہ تعلیمات اس پر شاہد ہیں کہ اسلام نے یتیم بچوں اور بچیوں کو معاشرے کا ایک فعال حصہ بنانے کے لئے جو ہدایات دی ہیں دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی قانون اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ بحیثیت مسلمان ہم ان تعلیمات پر عمل کریں۔تاکہ والد کی شفقت سے محروم ان بچوں اور بچیوں کی زندگی خوشگوار گزرے۔اس کے لئے چند باتوں پر توجہ کی ضرورت ہے۔

اوّل۔ اسلام نے وراثت کی تقسیم کا جو حکم دیا ہے۔اس کو معاشرہ میں پوری طرح جاری وساری کیا جائے۔آج

ہمارے معاشرے کی یہ بڑی کوتاہی ہے۔اور یہ یتیم کے حق پر پہلا ڈاکہ ہوتا ہے۔مثلاً مرنے والے کے بچے بڑے اور چھوٹے دونوں طرح کے ہیں تو ترکہ پر اکثر بڑے بچے ہی قابض ہوتے ہیں۔یا پھر اس ترکہ سے خیرات وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔تو نابالغ کا جو حصہ اس میں شامل ہوتا ہے۔وہ بالکل غلط اور گناہ کا کام ہے۔

ثانی۔ ایسے والد کے یتیم بچے جو کہ خود بھی مفلوک الحال تھا۔زیادہ لائق توجہ ہیں۔ان کی دلجوئی وضروریات پوری کرنا معاشرہ اور حکومت کا کام ہے۔اس کے لئے NGO جو کہ خدا خوفی کے جذبات سے معمور افراد پر مشتمل ہو یا حکومت کی طرف سے ایسا ادارہ ہو جو کرپشن سے پاک ہو اور ان بچوں کی تعلیم و تربیت اور خوراک کے لئے مشنری جذبہ سے کام کرے۔تو یہ مسئلہ کافی حد تک حل ہوسکتا ہے۔اس وقت یتیم خانوں کی صورت میں جو چیز چند اداروں کی شکل میں نظر آتی ہے۔ان کی حالت انتہائی دگرگوں ہے جو کہ کسی بھی لحاظ سے قابل اعتماد نہیں ہے۔میری رائے میں اگر ان دو باتوں پر خلوصِ دل سے عمل ہو تو یہ سلگتا ہوا معاشرتی مسئلہ کسی حد تک حل ہوسکتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ ابن منظور، لسان العرب۔ مادہ کے تحت دار احیاء التراث العربی بیروت 1416ھ

2۔ کیرانوی، وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات لاہور ص1910

3۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ج23، ص273

4۔ ابراہیم مصطفیٰ، مترجم ابن سرور محمد اویس، **المعجم الوسیط**، ص694 مکتبہ ربانیہ اردو بازار لاہور۔

5۔ جصاص، احمد بن علی رازی، احکام القرآن (اردو ترجمہ مولانا عبدالقیوم) ج3 ص163، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد

6۔ ایضاً ج3، ص166

7۔ کیرانوی، وحید الزمان قاسمی القاموس الوحید، تحت مادہ، ادارہ اسلامیات لاہور

8۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، مصفیٰ البابی الحلبی، حدیث 2873

9۔ ابن منظور، لسان العرب، مادہ کے تحت، واراحیاء التراث بیروت

10۔ الجزیری، عبدالرحمٰن، الفقہ علی المذاہب الاربعہ (اردو ترجمہ علماء اکیڈمی لاہور)، ج1، ص464

11۔ ایضاً ص464

12۔ ایضاً ص466

13۔ القرآن، النساء 4: 6

14۔ جصاص، احکام القرآن ج3، ص210 (اردو ترجمہ مولانا عبدالقیوم) شریعہ اکیڈمی اسلام آباد

15۔ القرآن، الضحیٰ 93: 6

16۔ القرآن، البقرۃ 2: 220

17۔ القرآن، النساء 4:5

18۔ بخاری محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، آرام باغ کراچی، ج ا، ص324

19۔ القرآن، النساء 4: 5

20۔ آلوسی، محمود بغدادی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، دار صادر بیروت ج ۴، ص208

21 القرآن،النساء4: 10

22 کاندھلوی،محمد ادریس،معارف القرآن،مکتبہ عثمانیہ لاہور،ج2،ص21

23 القرآن،البقرۃ2: 115

24۔ لاہوری،مولانا احمد علی،تفسیر قرآن عزیز۔انجمن خدام الدین لاہور ص52

25۔ القرآن،النساء4: 2

26۔ بلندشہری،عاشق الٰہی،انوار البیان فی کشف اسرار القرآن تالیفات اشرفیہ ملتان۔ج2،ص231

27۔ القرآن،النساء4: 9،10

28۔ القرآن،الانفال8: 41

29۔ القرآن،الاسراء17:34

30۔ القرآن،الدھر76: 8

31۔ القرآن،الحشر59: 7

32۔ القرآن،الفجر89: 17۔18۔19

33۔ القرآن،البلد90: 14۔15۔16

34۔ القرآن،الضحیٰ93: 9

35۔ القرآن،الماعون107: 2۔3

36۔ ابوداؤد،سلمان بن اشعث ،سنن ابی داؤد،ج2،ص310

37۔ بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح بخاری،مکتبہ اسلامیات کراچی،ج2،ص131

38۔ منذری،الترغیب والترہیب مکتبہ رحمانیہ لاہور ج5،ص31

39۔ ابن ماجہ محمد بن یزید،سنن ابن ماجہ،مکتبہ رحمانیہ لاہور،ج2،ص301

40۔ ابن ماجہ،محمد بن یزید،سنن ابن ماجہ،مکتبہ رحمانیہ لاہور ج2،ص217

41۔ منذری،ذکی الدین عبدالعظیم،الترغیب والترھیب ،ج،5،ص32

42۔ ایضاً،ج5،ص33

43۔ احمد بن حنبل،مسند احمد مکتبہ اسلامیہ بیروت،ج3،ص215

44۔ منذری،ذکی الدین عبدالعظیم،الترغیب والترہیب،ج5،ص34

45۔ منذری، ذکی الدین عبدالعظیم، الترغیب والترھیب، ج5،ص33

46۔ ایضاً، ج ۵،ص34

47۔ القرآن، الیوسفؑ، 86

48۔ ترمذی، ابوعبداللہ محمد الحکیم، نوادرالاصول فی معرفت احادیث الرسول مدینہ منورہ ص145

49۔ مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان اسلامیہ لاہور ج,6 ص482

50۔ کاندھلوی، محمد یوسف، حیاۃ الصحابہ (ملخص) ادارہ تالیفات شرفیہ ملتان، ج2،ص713

51۔ ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات ابن سعد طبع بیروت، ج4،ص165

52۔ مرغینانی، الہدایہ، مکتبہ اسلامیات لاہور ج2،ص172